

جناب جنرل مرزا اسلم بیگ
سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان

افغان قوم کی آزادی قریب تر ہے

اپنی آزادی و خود مختاری کا تحفظ افغان قوم کی فطرت میں شامل ہے جسے گزشتہ تیس سالوں میں بیرونی جارح قوتوں نے 'دہشت گردی' کا نام دے کر اس کے تشخص کو بری طرح مجروح کیا ہے۔ اسی منہی سوچ کے تحت 'سٹر (۷۰)' کے عشرے میں روسی افغانستان میں داخل ہوئے اور انہوں نے معاشی مساوات کا وعدہ کیا لیکن دھوکہ دے کر افغانستان پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ افغانوں کے ساتھ یہ پہلا دھوکہ تھا۔ امریکہ اور پاکستان نے مشترکہ طور پر افغانستان کو روسی جارحیت سے نجات دلانے کی کاروائی کا آغاز کیا لیکن جب روسی پسپا ہو گئے تو افغانستان میں خانہ جنگی کی صورت حال پیدا کی گئی اور افغانوں سے منہ موڑ لیا۔ یہ افغانوں کے ساتھ دوسرا دھوکہ تھا۔ ان نامساعد حالات کے باوجود طالبان نے اپنی مزاحمت جاری رکھی اور وہ افغانستان کے نوے فیصد علاقے پر کنٹرول حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن اس وقت امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے (جن میں پاکستان بھی شامل تھا) 9/11 کا بدلہ لینے کیلئے افغانستان پر حملہ کر دیا حالانکہ اس سانحے میں ایک بھی افغانی ملوث نہیں تھا لیکن اس کے باوجود افغانوں کو اس ناکردہ جرم کی پاداش میں ظالمانہ سزا دی گئی۔ یہ افغانوں کے ساتھ تیسرا بڑا دھوکہ تھا۔ افغانستان پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد 2002ء میں یون کافرٹس میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے حکومت سازی کے عمل میں پنجتون اکثریت کو ان کے جائز حق سے محروم رکھ کر ان کے ساتھ چوتھی مرتبہ دھوکہ کیا۔ متعدد بار دھوکہ کھانے اور ماضی کے تلخ تجربات کی روشنی میں افغان قوم اب آزادی کے نام پر کوئی اور دھوکہ کھانے کیلئے تیار نہیں ہے لیکن اب بھی جارح قوتیں اپنی مکروہ چالیں چل رہی ہیں اور افغانوں کو ایک بار پھر دھوکہ دینے کا عمل شروع ہے۔ لہذا اس نئی سازش کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ ہمیشہ فاتح قوت ہی قیام امن کے خدو خال متعین کرتی ہے لیکن افغانستان کے معاملے میں اس حقیقت سے اغماض برتتے ہوئے شکست خوردہ قوتیں یعنی امریکہ اور اس کے اتحادی اپنی مرضی کا کام کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ مالدھپ منصوبے کا اعلامیہ واشنگٹن سے جاری کیا گیا جس میں کہا گیا کہ انہیں: "ایسا افغانستان قابل قبول ہے جو طالبان سے پاک ہو۔" واضح رہے اس اعلامیہ میں پاکستان کی رضامندی بھی شامل تھی۔ اس طرح افغانستان میں مزید تیس ہزار فوجی بھیجنے کی منظوری بھی دی گئی تاکہ قیام امن کیلئے گفت و شنید کے وقت امریکہ کی پوزیشن مضبوط ہو لیکن طالبان نے قابض فوجیوں میں اضافے پر رد عمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں بھاری جانی نقصان پہنچایا

جس سے دشمن کا طاقتور پوزیشن پر آنے کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ اس شرمندگی اور ہزیمت کو چھپانے کیلئے امریکہ نے سارا الزام پاکستانی انٹیلی جنس ایجنسی (ISI) اور پاکستان کے اندر قبائلی علاقوں میں حقانی گروپ کی محفوظ پناہ گاہوں پر ڈال دیا۔ ہیلری کلنٹن نے دورہ پاکستان کے موقع پر پاکستان کے خلاف چارج شیٹ پیش کی جس کی جزل مولن نے بھی تائید کی۔ برطانیہ کے نئے وزیر اعظم کیرون نے ٹونی بلیر کا حقیقی جانشین ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے یہاں تک مطالبہ کر دیا کہ ان محفوظ پناہ گاہوں کو بمباری کر کے نیست و نابود کر دیا جائے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہزیمت اور شرمندگی کے عالم میں حکمت و دانش بھی کام نہیں آتے جس کا اظہار جزل پیٹریاس کے اس بیان سے ہوتا ہے کہ: ”میں یہاں اسلیپے نہیں آیا کروں جوں کے پر امن اغلاء کو ممکن بناؤں، جبکہ افغان عسکریت پسند ہمیں شکست دینے کیلئے مسلسل جنگ لڑ رہے ہیں۔“ جزل پیٹریاس بے شک دلیرانہ بیان جاری کرتے رہیں لیکن امریکہ اور اس کے اتحادیوں پر اب یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ وہ طاقت کے زور پر کبھی بھی فتح مند نہیں ہو سکتے لہذا انہوں نے حامد کرزی کو یہ ذمہ داری سونپی ہے کہ وہ طالبان کے ساتھ قیام امن کے سلسلے میں بات چیت کریں۔ _____ حامد کرزی نے ابھی تک اس معاملے میں سیاسی بصیرت کا مظاہرہ کیا ہے۔ کابل میں منعقد ہونے والی گذشتہ کانفرنس جس میں سر سے زائد ممالک نے شرکت کی تھی ان کے سامنے کرزی نے طالبان کی دو شرائط تسلیم کرائی ہیں جن میں ”۲۰۱۱ء کے وسط تک قابض فوجوں کا افغانستان سے نکل جانا اور دوسرا یہ کہ طالبان راہنما جنہیں دہشت گرد قرار دیا جا چکا ہے ان پر سے یہ الزام ہٹایا جائے اور تمام طالبان قیدیوں کو رہا کیا جائے“ شامل ہیں۔ طالبان کی دیگر دو شرائط میں جنگ بندی (Cease-fire) کا اعلان اور افغانستان میں مستقبل کی کثیرالجہتی قومی حکومت کے قیام کیلئے لوئی جرگہ بلانے کا مطالبہ شامل ہے۔ _____ ان بدلتے ہوئے حالات نے روس اور بھارت کیلئے نئی تشویش پیدا کر دی ہے اور وہ افغانستان میں اپنا کھیل ختم ہوتا دیکھ کر ایران، تاجکستان اور ازبکستان کے ساتھ مل کر ایک نیا اتحاد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں جو افغانستان کے شمالی اتحاد کو تھکی دے گا کہ وہ آگے بڑھے۔ یاد رہے اسی طرح کی جھکی بھارت اور روس نے شمالی اتحاد کے سربراہ احمد شاہ محمود ۱۹۹۲ء میں بھی دی تھی اور کابل میں ان کی حکومت بنائی تھی۔ لیکن اب زمینی حقائق بہت مختلف ہیں۔ اب شمالی اتحاد امریکی یا روسی ٹینکوں پر سوار ہو کر کابل اور قندھار میں فتح مندوں کی صورت داخل نہیں ہو سکے گا کیونکہ دونوں سپر طاقتیں افغانی جہادیوں کے ہاتھوں شکست کھا چکی ہیں۔ آج کے طالبان بھی پہلے والے طالبان کی نسبت بالکل مختلف ہیں کیونکہ انہیں سخت ترین لڑائی کا تیس سالہ تجربہ حاصل ہے اور وہ ملا عمر کی قیادت میں متحد ہیں۔ ان کے لڑاکا دستوں کی اکثریت کا تعلق نوجوان نسل سے ہے جو گذشتہ تیس برسوں میں جنگ کے سائے میں پیدا ہوئے اور آگ برساتی توپوں کی گھن گرج میں بلب کر جوان ہوئے ہیں۔ یہ نوجوان اپنی ملکی آزادی و خود مختاری کیلئے قابض فوجوں کے ساتھ سوائے جہاد کے اور کچھ نہیں جانتے اور یہی افغان قوم کا ناقابل شکست جذبہ حریت ہے جسے

ٹکست دینا ممکن نہیں ہے کیونکہ ان کا ایمان ہے کہ یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک افغانستان قابض فوجوں کے تسلط سے آزاد نہیں ہو جاتا۔ یہی وہ قوت ہے کہ جس نے دنیا کی دو سپر طاقتوں کو تیس سال کے قلیل عرصے میں ٹکست سے دو چار کر کے کامیاب عسکری حکمت عملی (Asymmetric War) کا ایک نیا باب رقم کیا ہے جسے ہم اس صدی کا ایک معجزہ کہہ سکتے ہیں۔

وہ عناصر جو صدر حامد کرزئی کے امریکہ کی رضامندی سے تیار کئے جانے والے اس امن منصوبے کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں اس سلسلے میں دلیل پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: ”امریکہ کو افغانستان سے فوجیں نکالنی چاہئیں بلکہ تزدوریاتی فوائد اور عالمی برتری کے خواب کو یقینی بنانے کیلئے ایشیاء کے تینوں خطوں کے عسکرم پر واقع افغانستان پر اپنا قبضہ برقرار رکھنا چاہیئے۔ اس حکمت عملی میں پاکستان اور بھارت کی باہمی مقاصد رکاوٹ ڈالتی ہے جس کا سبب پاکستان اور چین کے مابین سٹریٹجک پارٹنرشپ (Strategic Partnership) کا معاہدہ ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے کہ جس نے موجودہ حالات کو ایک طویل جنگ کی شکل دے دی ہے۔“ یہ حقائق سے چشم پوشی اور ایک ناقص سوچ ہے جو کم ظرفی پر مبنی ہے جسے بدلنے کی ضرورت ہے کیونکہ دنیا ابھی تک افغانوں کے نئے جنگی طور طریقوں کے خلاف موثر کارروائی کرنے کی صلاحیت حاصل نہیں کر سکی ہے جو غیر منظم جنگ کے ماہر ہیں اور جدید ترین اسلحہ اور ساز و سامان سے لیس دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتوں کو مسلسل ٹکست دے چکے ہیں۔۔۔ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ پشتون آبادی کے افغان سوسائٹی میں دوبارہ شمولیت سے افغانستان میں بڑی واضح تبدیلی آئے گی اور یہ صورت حال امریکہ کیلئے ایک صحیح عمل ہوگا۔ اس سے عالمی منظر نامہ بدل جائے گا جہاں امریکہ کی نرم قوت (Soft Power) مخالف نظریے سے ہم آہنگ ہوگی۔ صدر اوباما اگر ”گراؤنڈ زید“ پر اسلامی ثقافتی سنٹر قائم کرنے کے وعدے کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہاں سے بلند ہونے والی ”اللہ اکبر“ کی صدائیں چار سو عالم میں امریکہ کی نرم قوت کا پیغام پہنچائیں گی جس سے امریکہ کے مخالفین کے دلوں میں جاگزیں شکوک و شبہات اور وٹوٹے محبت و اخوت کے حسین جذبات میں بدل جائیں گے اور اس طرح امریکہ دنیا کو امن پسندی کا عملی درس دے سکے گا۔

یہ مفروضہ بھی بے بنیاد ہے کہ اگر افغانستان میں طالبان کی حکومت قائم ہوگئی تو وہ اپنے نظریات کو دیگر ممالک پر مسلط کرنا شروع کر دیں گے جس سے عالمی امن کو شدید خطرات لاحق ہو جائیں گے۔ افغانی قوم درحقیقت گزشتہ تیس سالوں کی بد امنی سے تنگ آ چکی ہے اور وہ قیام امن کیلئے تخلص ہے جو تمام ہمسایہ اور خطے کے دیگر ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات استوار کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔ علاقائی اور عالمی برتری کے رجحان کا خاتمہ صرف قیام امن کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔ روس، امریکہ اور اس کے اتحادیوں اور ہمسایہ ممالک کے ہاتھوں اٹھائے جانے والے مظالم کے باوجود افغانستان کی تعمیر نو کے سلسلے میں ان تمام ممالک کا تعاون فراہم کرنا لازم ہے۔ (بقیہ صفحہ ۵۸ پر)